OPEN ACCESS

Al-Marjān Research Journal

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan
المرجان ریسرچ سنٹر، لاہور

HJRS
ہائیرایجوکیشن کمیشن پاکستان سے Y کیٹیگری منظور شدہ

Open Access
Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

The Existence of Allah: A Research Review of the Quranic Methodology of Argumentation

وجود باری تعالیٰ: قرآنی استدلال کے اسلوب کا تحقیقی جائزہ

Authors Details

1. **Prof. Dr. Muhammad Humayun Abbas Shams** (Corresponding Author)
   Dean, Faculty of Islamic and Oriental Learning, Government College University, Faisalabad, Pakistan.
   drhumayunabbas@gcuf.edu.pk

Citation

Shams, Prof. Dr. Muhammad Humayun Abbas." The Existence of Allah: A Research Review of the Quranic Methodology of Argumentation. " *Al-Marjān Research Journal* 4, no.1, Jan-Mar (2026): 154− 166.

Submission Timeline

Received: Dec 13, 2025
Revised: Dec 25, 2025
Accepted: Jan 06, 2026
Published Online: Jan 15, 2026

Publication & Ethics Statement

Al-Marjān Research Journal

Article QR

Published by *Al-Marjān Research Center*, Lahore, Pakistan.

© The Authors. No conflict of interest declared.

This is an open access article distributed under the terms of the **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

CC BY

ADL ASIAN DIGITAL LIBRARY | INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL | ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE | HJRS HEC Journal Recognition System | DRJI Directory of Research Journal Indexing

The Existence of Allah: A Research Review of the Quranic Methodology of Argumentation

وجود باری تعالیٰ: قرآنی استدلال کے اسلوب کا تحقیقی جائزہ

☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

Abstract

In the history of human thought, the most fundamental and universal question has been that of the existence of Allah (the Divine Being). Human reason has endeavored to approach this truth by reflecting upon the order and harmony of the cosmos, the wisdom embedded in life, and the mysteries of the human self. Yet the Qurʾān has granted this quest a comprehensive and definitive guidance. It does not present the existence of God as a mere theoretical proposition; rather, it connects it intrinsically with human nature, the observation of the universe, and inner spiritual awareness. The Qurʾānic methodology of argumentation is both eloquent and profoundly natural. It calls humanity to contemplate the horizons and their own inner selves, thereby making clear that the existence of Allah is a self-evident reality, to which every particle of the universe bears witness. The objective of the Qurʾān is to awaken the human conscience, urging reflection upon the order of the cosmos, the stages of creation, the continuity of life and death, and the very source of moral consciousness. Through natural, rational, and cosmic signs, the Qurʾān guides humanity to the conclusion that this universe is not the product of blind force or mere accident, but the manifestation of an Alīm (All-Knowing), Ḥakīm (All-Wise), and Qadīr (Omnipotent) Being. The study of these Qurʾānic proves thus strengthens the foundations of faith and illumines the heart with certainty.

Keywords: Existence of Allah, Quranic Evidences, Divine Reality, Methodology of Argumentation, Human Conscience, Cosmic Signs, Faith and Certainty

تعارفِ موضوع

اس کائنات کا مدبر و منظم کون ہے؟ یہ خود کار نظام کے تحت چل رہی ہے یا کوئی اسے چلا رہا ہے؟ اہل علم نے وجود باری تعالیٰ کے اثبات کے لیے دلائل کے انبار لگائے مگر حقیقت یہ ہے کہ اس معاملہ میں فلسفی موشگافیاں کسی کام نہیں آتیں۔ وہ کسی ذہنی خلجان کو دور نہیں کر سکتیں۔ اس معاملہ میں دلائل جتنے سادہ ہوں وہ اسی قدر ذہنِ انسانی کو متاثر کرتے ہیں۔ بعض لوگوں نے نقل کیا کہ کسی بڑھیا سے وجود باری تعالیٰ کی دلیل پوچھی گئی تو کہا کہ میرا چرخا دلیل ہے، پوچھا کیسے؟ کہتی چلاتی ہوں تو چلتا ہے، نہ چلاؤں تو نہیں چلتا۔ ایک ان پڑھ کا یہ استدلال اصطلاحات کی زبان میں لپٹی ہوئی زبان کے ہزاروں صفحات پر بھاری ہے۔ اس بات کو نیوٹن نے قانون حرکت کے تحت بیان کیا تھا۔ آج یہ بھی رواج بن گیا کہ علم و دانش، خدا بیزاری کا رویہ پیدا کرنے لگ گیا حالانکہ اس سے تو یقین مضبوط ہونا چاہیے تھا، دراصل علم کی روح جو تزکیہ اور اخلاص پیدا کرتی تھی اب مادیت اور فکری انتشار کا ذریعہ ہے۔

☆ ڈین، فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان۔

وجود باری تعالیٰ کے دلائل کو اگر قرآن کی روشنی میں دیکھیں تو خود وہ ذات اقدس جس پر یہ کتاب نازل ہوئی وہ ہی اس کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ کو برہان کہا گیا ہے۔ ساری کائنات وجود باری تعالیٰ کی برہان ہے مگر "برہان صامت" آپ کا وجود اقدس "برہان ناطق" ہے۔ آپ ﷺ کا وجودِ اقدس تو بے نظیر و بے مثال ہے، آپ سے فیض حاصل کرنے والے "امام حسینؓ" بے شک ذاتِ الٰہی کا ثبوت اور اس کی بڑی نشانی تھے جیسا کہ جوش ملیح آبادی نے کہا ہے:

ہاں وہ حسین جس کا ابد آشنا ثبات
کہتا ہے گاہ گاہ حکیموں سے بھی یہ بات
یعنی درونِ پردہ صد رنگِ کائنات
اک کارساز ذہن ہے اک ذی شعور ذات
سجدوں سے کھینچتا ہے جو مسجود کی طرف
تنہا جو اک اشارہ ہے معبود کی طرف[1]

قرآن کریم میں مذکور کثیر دلائل اپنی جگہ یہ کتاب ہی وجود باری تعالیٰ کی دلیل ہے۔ اس کتاب کی مثل نہ لا سکنا، اس کتاب پر مشرکین کا اعتراض نہ کر سکنا، اس کتاب کی مصدقہ خبریں۔ یہ سب دلائل ہی تو ہیں، موریس بوکائیے کی کتاب کے مندرجات سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے۔ (The Bille the Quran and Science by Maurice Bucaille) وجود باری تعالیٰ پر یہ کتاب بڑی دلیل ہے۔ قرآن کریم نے وجود باری تعالیٰ سے جو دلائل ذکر کیے وہ ایک عام سادہ انسان سے لے کر اعلیٰ تعلیم یافتہ سب کے لیے یکساں متاثر کن ہیں۔ طنطاوی نے ایسی آیات کی تعداد ۷۵۰ بتائی ہے۔ ثبوت ذات باری تعالیٰ کے حوالہ سے بنیادی طور پر قرآنی دلائل دو طرح کے ہیں:

1۔ بہ طریق فطرت:

بغیر کسی دلیل و برہان کے فطرت کے تقاضا کے تحت خود بخود کھینچا چلا جائے۔ قرآن کریم کی درج ذیل آیت اس فطری امر پر دلالت کرتی ہے۔

"وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِىْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ"۔[2]

"اور اے محبوب! یاد کیجئے جب آپ کے رب نے اولادِ آدم کی پشتوں سے اُن کی اولاد کو نکالا اور انہیں خود اُن پر (یوں) گواہ بنایا: "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟" سب نے کہا: "کیوں نہیں! ہم (تیری ربوبیت کی) گواہی دیتے ہیں۔" گواہ اس لیے بنایا کہ کہیں تم قیامت کے دن یہ نہ کہو: "ہم توحید سے بے خبر تھے۔"

اس آیت کی تفسیر میں جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ لکھتے ہیں:

"یہاں یہ شبہ دل میں کھٹکنے لگتا ہے کہ وہ عہد جس کا یہاں ذکر کیا جا رہا ہے اور جس کی خلاف ورزی کو جرم قرار دیا جا رہا ہے وہ آج کسے یاد ہے؟ کیا ایسی چیز جو بالکل فراموش ہو چکی ہو وہ بھی حجت قرار

---

[1] ۔Sayyid ʻAlī Naqī, *Shahīd Insāniyyat* (Al-Hind: Sayyid al-ʻUlamāʼ Akādimī, 1988), 167.
[2] ۔Al-Aʻrāf, 7:172.

دی جاسکتی ہے تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس میثاق کی یاد اگرچہ ذہن اور شعور سے محو ہو چکی ہے لیکن تحت الشعور میں اب بھی موجود ہے اور انسانی فطرت میں اس کی ایسی تخم ریزی کر دی گئی ہے کہ جب بھی اسے صحیح رہنمائی، صحیح تربیت اور مناسب ماحول نصیب ہوتا ہے تو فوراً یہ بیج اُگتا ہے اور چشم زدن میں توحید کا شجر طیب اپنی آفاقی وسعتوں کے ساتھ ظہور پذیر ہو جاتا ہے۔ اگر توحید کو قبول کرنے کی صلاحیت انسان کی فطرت میں ودیعت نہ کی گئی ہوتی تو کوئی تعلیم، کوئی رہنمائی، کوئی ماحول اس کو توحید کا سبق نہ ازبر کرا سکتا۔ کیونکہ یہ ساری چیزیں فقط انہیں صلاحیتوں کو بروئے کار لاسکتی ہیں جو پہلے سے انسانی تحت الشعور میں موجود ہوتی ہیں۔ ایک آدمی تیر بھی نہیں سکتا اور ہوا میں اُڑ بھی نہیں سکتا۔ لیکن آپ اس کی مناسب تربیت کر کے اُسے ایک بہترین تیراک تو بنا سکتے ہیں لیکن آپ ہزار جتن کریں اُس کو ہوا میں اڑنا نہیں سکھا سکتے۔ اس کی وجہ یہی تو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں تیرنے کی استعداد رکھی ہے لیکن اُڑنے کی صلاحیت نہیں رکھی۔ تو معلوم ہوا کہ یوم میثاق کو جو بلی ہم نے کہی تھی وہ ہمیں بھول جائے تو بھول جائے لیکن وہ ہمارے رگ و پے میں سمائی ہوئی ہے، فقط کسی ماہر کے چھیڑنے کی منتظر ہے۔ ع۔ تو ذرا چھیڑ تو دے تشنہ مضراب ہے ساز۔ وہ لوگ جو اِس اُبھرتی ہوئی فطری آواز کو دباتے رہتے ہیں۔ جو روح کی اس تشنگی کو سیراب کرنے سے دانستہ غفلت برتتے ہیں قیامت کے دن اُن کا کوئی عذر قابل قبول نہ ہو گا۔"[3]

تفسیر ماجدی میں ہے:

"توحید کا عہد تو ساری نسل انسانی سے لیا جا چکا ہے اور توحید شناسی توحید پرستی انسان کی فطرت میں راسخ کی جا چکی اور بشر کی سرشت میں رچی جا چکی ہے۔ فطرت اگر مسخ نہیں ہو چکی ہے ایک خالق و رازق ومربی کا اعتراف ہر فطرت سلیم کا جزو ہے۔"[4]

سورۃ روم میں اسی فطرت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِیۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیۡهَا"(الروم:۳۰)

اس اسلوب کلام کی وضاحت کرتے ہوئے پیر جسٹس محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

"عرب جب کسی کو برانگیختہ کرتے تو فعل کو حذف کر دیتے ہیں اور اس کے مفعول کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں۔ کلام میں اس طرح جو زور پیدا ہوتا ہے وہ اظہار فعل سے کہیں زیادہ ہوتا ہے یہاں بھی

3 al-Azhari, Pīr Muḥammad Karam Shāh, *Ḍiyā' al-Qur'ān* (Lahore: Ḍiyā' al-Qur'ān Publications, n.d.), vol. 2, 101–102.

4 Daryā Ābādī, 'Abd al-Mājid, *Tafsīr Mājidī* (Lahore: Ṣadaq Jadīd Book Agency, 1976), 365.

فطرت اللہ علی سبیل الاغراء منصوب ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے "الزموا فطرۃ اللہ تعالیٰ" یعنی اللہ کی فطرت کو مضبوطی سے پکڑ لو اور اس پر کاربند ہو جاؤ۔"[5]

شاہ رؤف احمد مجددی لکھتے ہیں:

"یا مراد فطرت سے معرفت صانع ہے اور وہ روز الست سب آدمیوں کو حاصل ہوئی ہے، اس کو فرمایا ہے مت چھوڑو۔"[6]

ابن عطاء اللہ اسکندری کی درج ذیل سطور اس فطرت کی وضاحت کرتی ہیں:

"الھی: کیف یستدل علیک بما ھو فی وجودہ مفتقر الیک ایکون لغیرک من الظھور ما لیس لک، حتی یکون ھو المظھر لک، متی غِبْتَ حتی تحتاج الی دلیل یدلُّ علیکَ ومتی بعدت حتی تکون الآثار ھی التی توصل الیک؟"[7]

"اے میرے معبود! تجھ پر ان چیزوں کے ذریعے کیسے استدلال کیا جا سکتا ہے، جو اپنے وجود میں تیرے محتاج ہیں؟ کیا تیرے سوا کسی اور کو ایسا ظہور حاصل ہے جو تجھ میں نہیں، کہ وہ تجھے ظاہر کرنے والا بنے؟ تُو کب پوشیدہ ہوا ہے کہ تجھ پر کوئی دلیل درکار ہو؟ اور تُو کب دور ہوا ہے کہ تیری طرف پہنچنے کے لیے نشانیوں کی حاجت ہو؟"

وجود باری تعالیٰ کے لیے بس یہ ہی دلیل کافی ہے کہ یہ فطری جذبہ ہے۔ اگر کسی میں یہ قوت نہیں باقی تو دماغی خلل ہے۔ متنبی نے کہا تھا:

وَلَیسَ یَصِحُّ فی الأفھامِ شَیءٌ
اِذا اِحتاجَ النَھارُ الی دَلیلِ

"اور ذہنوں میں کوئی بات درست نہیں ہو سکتی
جب دن کے لیے بھی کسی دلیل کی ضرورت پڑے

2۔ بہ طریق برہان واستدلال:

اس میں انسان دلیل واستدلال اور براہین عقلی و فلسفی سے وجود باری تعالیٰ کے بارہ میں جانتا ہے۔

ثانی الذکر کے دو اسالیب کا قرآن نے ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

"وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ۔ وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ"[8] یعنی

i. دلائل آفاق

ii. دلائل انفس

---

5 ۔ al-Azhari, Pīr Muḥammad Karam Shāh, *Ḍiyā’ al-Qur’ān* (Lahore: Ḍiyā’ al-Qur’ān Publications, 1980), vol. 3, 572.

6 ۔Rauf, Ahmed, *Tafsīr-e-Ra’ūfī* (Lahore: Al Haq Publishers, 1985), vol. 2, 138.

7 ۔Ibn ‘Aṭā’ Allāh al-Iskandarī, *Al-Ḥikam*, al-Bāb al-Thalāthūn, 164.

8 ۔Al-Dhāriyāt, 51:20–21.

اس آیت کی تفسیر میں حضرت پیر جسٹس محمد کرم شاہ الازہریؒ نے لکھا:

"پہلے تو صرف یہ کہا گیا کہ اے کفار! ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ قیامت ضرور برپا ہو گی۔ اب ان کی توجہ تکوینی اور آفاقی دلائل کی طرف مبذول کرائی جا رہی ہے جو زبانِ حال سے شہادت دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سچا ہے۔ فرمایا اس زمین، اس کی ساخت اور اس میں رُونما ہونے والے عجیب و غریب تغیرات میں غور کرو، قدم قدم پر تمہیں ایسے آثار و نشانات ملیں گے جن کو اگر تم نے غور سے دیکھا تو حقیقت عیاں ہو جائے گی۔"

"انہیں کہا جا رہا ہے کہ اگر ان کی نظر اتنی رسا نہیں کہ وہ اپنے ارد گرد پھیلی ہوئی کائنات کے حکیمانہ نظام کی باریکیوں اور نزاکتوں کو سمجھ سکیں تو وہ اپنی ذات میں ہی غور و فکر کریں کہ کس طرح ایک حقیر قطرہ سے اس کی آفرینش کا آغاز ہوتا ہے، کس طرح پے در پے نازک ترین تغیر کی منزلیں طے کرتا ہوا وہ بے جان قطرہ ایک زندہ انسان کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ پھر وہ ننھا ناتواں بچہ کس طرح آہستہ آہستہ پروان چڑھتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی خوبیاں پرورش پا کر عروجِ کمال تک پہنچتی ہیں۔ حصولِ علم کے لیے جو ظاہری اور باطنی وسائل اسے بخشے گئے ہیں، عمل اور اختیار کی جس آزادی سے اسے نوازا گیا ہے۔ اس کی رُوح میں فرازِ عرش پر خیمہ زن ہونے کی جو صلاحیتیں ودیعت کی گئی ہیں اگر ان تمام امور میں غور کیا جائے اور ان حقائق کو چشمِ بصیرت سے دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ، حکمتِ بالغہ اور علم محیط پر یقین حاصل ہو جاتا ہے اور اس میں کوئی خلش باقی نہیں رہتی کہ ایسی ہستی اگر مردوں کو دوبارہ زندہ کرنا چاہے تو قطعاً کوئی مشکل نہیں۔"[9]

وجودِ باری تعالیٰ، کے قرآن کریم میں عقلی براہین کو درج ذیل نکات سے سمجھا جا سکتا ہے:

(الف) مقصدیت:

کائنات کی ہر چھوٹی اور بڑی چیز کسی مقصد کے تحت پیدا کی گئی۔ کوئی ایک ذرہ ایسا نہیں جس کا اس کائنات میں کوئی کردار اور اہمیت نہ ہو۔ اگر ایک بال سے لے کر وسیع و عریض کائنات کی اشیاء اپنے اندر ایک مقصدیت رکھتی ہیں تو یقیناً ان کو تخلیق کرنے والا علیم و حکیم ہے۔ یہ کسی حادثہ کے تحت اتفاقی طور پر وجود میں نہیں آئی۔ قرآن کریم نے اس اسلوب کو پہلے انسان کے حوالے سے یوں بیان کیا:

"اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا"۔[10]

"کیا تم نے گمان کر رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کیا۔"

یہاں قرآن کریم نے "مقصدیت" کے تحت معاد کو ثابت کیا مگر یہ مقصدیت وجود باری تعالیٰ کا ثبوت بھی فراہم کرتی ہے۔ قرآن کریم نے مختلف چیزوں کی مقصدیت کی طرف بلیغ اشارے کیے اور ان اشاروں کی نوعیت میں اتنی جامعیت ہے کہ ایک ان پڑھ سے لے کر سائنسدان تک متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ چند قرآنی آیات ملاحظہ فرمائیں جن میں مختلف چیزوں کی مقصدیت کو واضح کیا گیا ہے۔

[9] -al-Azhari, *Ḍiyā’ al-Qur’ān*, 4, 630–631.

[10] -Al-Mu’minūn, 23:115.

(i) ”وَمِنۡ اٰیَاتِهٖ مَنَامُکُمۡ بِالَّیۡلِ وَالنَّهَارِ وَابۡتِغَآؤُکُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ“[11]

اس آیت میں دن اور رات کی تخلیق کی مقصدیت کو واضح کیا گیا ہے۔ موجودہ صنعتی اور مادی دور کے زمانے میں رات اور اس کی نیند کی اہمیت دوچند ہو جاتی ہے۔ رات کی تخلیق کا مقصد نیند بتایا گیا ہے اور نیند خود اپنے اندر کتنے مقاصد رکھتی ہے۔ ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں تو یہ سوال ضرور ہوتا ہے کہ نیند پوری آتی ہے؟ یہ سوال نیند کی مقصدیت کو واضح کر دیتا ہے اور اس نیند کے لیے رات کو تخلیق کیا گیا ہے۔ رات کی خاموشی چاند اور تاروں کے ظہور میں سکون، جو نیند کے لیے مطلوب تھا، کس مقصد کے تحت پیدا کیا ہے؟ سورج کی تپش رات کو کیوں نہ پیدا کی گئی؟ یاد رکھیں اگر سورج کا بل دینا پڑتا تو تمام انسان ایک گھنٹے کا بل ایک ارب ستر کروڑ ڈالر فی گھنٹہ دیتے۔ جتنی تپش سورج سے لیتے اگر اتنی تپش کے لیے کوئلہ استعمال کرتے تو 61 ہزار ارب ٹن سالانہ کوئلہ کی ضرورت ہوتی۔ انسانی جسم کی اس راحت کے لیے کس علیم و حکیم نے نیند جیسی نعمت پیدا کی؟

(ii) ”اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کَیۡفَ خُلِقَتۡ“[12]

”کیا وہ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسا (عجیب اور نافع) پیدا کیا گیا ہے۔“

ہر انسان کو نظر آنے والے، اس جانور کی بعض خوبیاں ایسی ہیں جو کسی جانور میں نہیں پائی جاتیں۔ اس پر بوجھ اس وقت لادتے ہیں جب یہ بیٹھا ہوتا ہے اس کی گردن لیور کا کام کرتی ہے، یہ کافی عرصہ تک غذائی مواد کو ذخیرہ کر سکتا ہے۔ اس جانور کی مقصدیت کے پیش نظر اسے وجود باری تعالیٰ کی دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

قرآن کریم کی درج ذیل آیات میں بیان کردہ جانور اور پرندوں کی مقصدیت پر غور کرنا چاہیے:

- ”وَالۡاَنۡعَامَ خَلَقَهَا لَکُمۡ فِیۡهَا دِفۡءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنۡهَا تَاۡکُلُوۡنَ. وَلَکُمۡ فِیۡهَا جَمَالٌ حِیۡنَ تُرِیۡحُوۡنَ وَحِیۡنَ تَسۡرَحُوۡنَ. وَتَحۡمِلُ اَثۡقَالَکُمۡ اِلٰی بَلَدٍ لَّمۡ تَکُوۡنُوۡا بٰلِغِیۡهِ اِلَّا بِشِقِّ الۡاَنۡفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّکُمۡ لَرَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ . وَالۡخَیۡلَ وَالۡبِغَالَ وَالۡحَمِیۡرَ لِتَرۡکَبُوۡهَا وَزِیۡنَةً ؕ وَیَخۡلُقُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ“[13]

”اُسی نے چوپائے پیدا کیے، ان (چوپایوں) سے تمہارے لیے گرم لباس اور دوسرے فوائد بھی ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔ اور تمہارے لیے ان میں زینت ہے جب تم انہیں شام کو چراگاہ سے واپس لاتے ہو اور صبح کو چرانے لے جاتے ہو اور وہ تمہارے بھاری سامان اُٹھا کر ایسے شہر کی طرف لے جاتے ہیں جہاں تم جان جوکھوں میں ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے، بے شک تمہارا رب بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے۔ اُسی نے تمہاری سواری اور زینت کے لیے گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا کیے اور وہ (اِن کے علاوہ ایسی عجیب چیزیں) پیدا کرتا ہے جن کو تم نہیں جانتے۔“

- ”وَاِنَّ لَکُمۡ فِی الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَةً ؕ نُسۡقِیۡکُمۡ مِّمَّا فِیۡ بُطُوۡنِهَا وَلَکُمۡ فِیۡهَا مَنَافِعُ کَثِیۡرَةٌ وَّمِنۡهَا تَاۡکُلُوۡنَ“[14]

”بے شک تمہارے لیے چوپایوں میں سوچنے کا موقع ہے، ہم تمہیں اُس دودھ کا کچھ حصہ پلاتے ہیں جو اُن کے پیٹوں میں ہے اور تمہارے لیے ان میں بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔“

---

[11] ۔Al-Rūm, 30:23.

[12] ۔Al-Ghāshiyah, 88:17.

[13] ۔Al-Naḥl, 16:5–8.

[14] ۔Al-Mu’minūn, 23:21.

• ”اَللّٰهُ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ. وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِىْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ. وَيُرِيْكُمْ اٰيَاتِهٖ فَاَىَّ اٰيَاتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ“[15]

”اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لیے چوپائے بنائے، تاکہ تم اُن میں سے بعض پر سواری کرو اور بعض کا گوشت کھاؤ۔ اور تمہارے لیے ان میں بہت سے فائدے ہیں اور تاکہ تم اُن پر سوار ہو کر اپنے دلی مقاصد تک پہنچو اور تمہیں ان پر اور کشتیوں پر سوار کیا جاتا ہے۔ اور اللہ تمہیں اپنے دلائل دکھاتا ہے، تو تم اللہ کی وحدانیت کے کن دلائل کا انکار کرو گے۔“

(iii) سورۃ الشعراء کی درج ذیل آیات میں نباتات کی مقصدیت اور نفع بخشی پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے:

”اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۔ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۚ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ“[16]

”کیا انہوں نے زمین کو نہیں دیکھا جس میں ہم نے ہر قسم کے بہترین پودے بکثرت اُگائے ہیں، بے شک اس (اگانے) میں عظیم نشانی ہے اور ان کے اکثر لوگ مسلمان نہیں ہیں۔“

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے حضرت پیر جسٹس محمد کرم شاہ الازہریؒ لکھتے ہیں:

> ”وہ کہتے ہیں کہ ہمیں کوئی نشانی دکھاؤ جس سے ہمیں آپ کی دعوت کی صداقت کا یقین ہو جائے۔ جواب میں فرمایا کہ اپنے اردگرد پھیلے ہوئے سرسبز مرغزاروں، لہلہاتے ہوئے کھیتوں اور شاداب باغوں کو دیکھو کیا ان کے پتے پتے پر قدرت کی ایسی روشن نشانیاں موجود نہیں۔ اگر تم ہدایت پذیری کے لیے کسی نشانی کا مطالبہ کر رہے ہو، پھر تو تمہیں یہی نشانیاں حقیقت کی طرف رہنمائی کر دیں گی۔ لیکن اگر تمہاری مطلوبہ نشانی سے مراد وہ عذاب ہے جو منکرین پر نازل ہوتا ہے تو ان کو تہس نہس کر کے رکھ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر بھی قادر ہے۔ لیکن اس سے تمہیں کیا فائدہ پہنچے گا۔ وہ دن تو تمہاری تباہی و بربادی کا دن ہوگا۔ نادان نہ بنو، اپنے منہ سے اپنی تباہی کا مطالبہ نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کی ان روشن نشانیوں کو غور سے دیکھو جو تمہارے اردگرد بڑے قرینے سے سجا دی گئی ہیں اور ایمان لا کر اپنی ابدی فلاح کا اہتمام کر لو۔“[17]

سعدی نے کہا:

برگ درختانِ سبز پیش خداوند ہوش
ہر ورق دفتری است معرفت کردگار[18]

”سرسبز درختوں کے پتے عقل کے مالک خدا کے سامنے (ایسے ہیں کہ) گویا ہر پتہ معرفتِ خدا کا ایک دفتر ہے۔“

---

[15] ۔Al-Mu'min, 40:79–81.

[16] ۔Al-Shu'arā', 26:7–8.

[17] ۔al-Azhari, *Ḍiyā' al-Qur'ān*, vol. 3, 385.

[18] ۔Shaykh Saʿdī Shīrāzī, *Kulliyāt-i Saʿdī* (Tehran: Sāzmān Intishārāt Jāvidān, 1932), 804.

بعض لوگ کارخانہ قدرت میں موجود متضاد و متنوع اشیاء میں مقصدیت سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں اور ایسے بے تکے شبہات پیش کرتے ہیں کہ عقل بھی ان کی عقل و فہم پر دنگ رہ جاتی۔ کسی نے کہا کہ مرغی نے اڑنا نہیں تو اس کے پر کیوں؟ یہ کس نے کہہ دیا کہ پر ہمیشہ اڑنے کے لیے ہی ہوتے ہیں۔ عقل کی محدودیت نے پروں سے اڑتے جانوروں پر قیاس کر لیا یہ نہ دیکھا کہ انڈوں کو سینے کا کام کیسے ہوتا اگر پر نہ ہوتے چوزوں کو ماں کی چھاتی کا سکون کیسے ملتا۔

لعاب دہن بظاہر بیماریوں کا باعث مگر اگر منہ میں نہ ہو تو خوراک نرم کیسے ہو؟ معدہ اس کو ہضم کیسے کرے؟

(ب) نظم کائنات:

کسی مشین / جسم / کارخانہ / ادارہ کا نظم اس حقیقت کا مظہر ضرور ہوتا ہے کہ ان قوانین کو لاگو کرنے اور ان کی نگہداری کرنے والا ضرور کوئی ہے۔ جنگل اور باغیچہ میں ایک ظاہری فرق ضرور دکھائی دیتا ہے کہ باغیچہ میں کسی کی نگہبانی کا عکس نظر آتا ہے۔ یہ کائنات نجانے کب سے قائم ہے اس کے نظم میں کوئی فرق نہیں آیا۔

''وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ''[19]

جمال الدین قاسمی لکھتے ہیں:

''ای ذلک الجری المتضمن للحکم والمصالح والمنافع والمدهش نظام سیره واحکامه بلا اختلال تقدیر الغالب بقدرته علی کل مقدور، المحیط علما بکل معلوم۔''[20]

''یعنی (سورج کی) وہ گردش جو حکمتوں اور مصالح اور منافع و مداھش کو متضمن ہے، اس کی ہیئت اور احکام کا ہر گوشہ خلل سے پاک نظام ہے جو ہر مقدور پر قدرت رکھنے والی غالب اور تمام چیزوں کے علم کا احاطہ کرنے والی ذات کی تقدیر ہے۔''

امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

''یہ دنیا نہ تو اتفاق سے وجود میں آئی ہوئی کوئی چیز ہے اور نہ یہ آپ سے آپ چل رہی ہے بلکہ یہ ایک ایسی ہستی کی پلاننگ کا کرشمہ ہے جو ہر چیز پر قادر و غالب ہے اور وہ ہر چیز کا علم رکھنے والی ہے۔''[21]

Ali Unal کے بقول:

"Again, wisdom requires that the sun should move and travel on its mobile throne – its course or orbit – accompanied by its soldiers – its satellites. For the Divine Power has made everything moving and condemned nothing to absolute rest or motionlessness. Divine Mercy allows nothing to be condemned to

---

[19] -Yā Sīn, 36:38.

[20] *Al-Qāsimī, Jamāl al-Dīn, Tafsīr al-Qāsimī* (Beirut: Dar al-Fikr or Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah,1900), 8, 184.

[21] -Amīn Aḥsan Iṣlāḥī, *Tadabbur-i Qurʾān* (Lahore: Idārah-yi Taḥqīqāt-i Islāmī, 2000), 5:424.

inertia that is the cousin of death. So, the sun is free, it can travel provided it obeys the laws of God and does not disturb the freedom of others. So, it may actually be traveling, or its traveling may also be figurative. However, what is important according to the Quran is the universal (or solar system's) order, the wheel of which is the sun and its movement. Through the sun, the stability and orderliness of the system are ensured."(The Quran with Annotated Interpretation in Modern English, P: 910)

اس کائنات کا نظم ایک ایسے علیم کی خبر دیتا ہے جس کا علم لامتناہی ہے، یہ نظم ایک ایسے وجود کے علم کی خبر دیتا ہے جس کا علم ہر لمحہ اور ہر زمان و مکان میں ہے بلکہ یہ انسانی الفاظ بھی اس کی وسعت علمی کے بیان کے لیے ناکافی ہیں۔

سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۶۴ ملاحظہ فرمائیں:

"اِنَّ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَالۡفُلۡكِ الَّتِىۡ تَجۡرِىۡ فِى الۡبَحۡرِ بِمَا يَنۡفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡيَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَبَثَّ فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصۡرِيۡفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَيۡنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ"[22]

مفسر مہائمی نے اس آیت سے وجود باری تعالیٰ کا اثبات کیا اور نظم کائنات کی عمدہ توجیہات پیش کی ہیں۔[23]

نظم کائنات کے مختلف پہلو

نظام کا قسم	قرآنی آیت	سائنسی مطابقت	دلیل کا نقطہ
فلکیاتی نظام	الملک:3-4	کوانٹم فزکس	اجرام فلکی کی حرکت
ارضیاتی نظام	النبأ:6-7	پلیٹ ٹیکٹونکس	زمین کا استحکام
حیاتیاتی نظام	النور:45	بائیولوجی	انواع کی تقسیم
موسمی نظام	الجاثیہ:5	میٹرولوجی	موسموں کا تسلسل
انسانی تخلیق	المؤمنون:12-14	ایمبریولوجی	جنینی ارتقاء
آبی نظام	الواقعہ:68-70	ہائیڈرولوجی	پانی کا چکر

(ج) عدم تفاوت اور مضبوطی:

قرآن کریم کی درج ذیل آیات ملاحظہ فرمائیں:

i. "صُنۡعَ اللّٰهِ الَّذِىۡۤ اَتۡقَنَ كُلَّ شَىۡءٍ"[24]

22 -Al-Baqarah, 2:164.

23 -*Tabṣīr al-Raḥmān*, trans. ʻAllāmah Ḥabīb al-Bashar Khayrī (Lahore: Maktabah al-Raḥmān, 1985), vol. 2, 135–136.

"یہ اللہ ہی کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز حکمت کے ساتھ مضبوط بنائی۔"

ii. "مَّا تَرٰى فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ"[25]

"تو رحمٰن کے پیدا کرنے میں کیا فرق دیکھتا ہے۔"

iii. "خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا"[26]

"اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اُسے ٹھیک اندازے پر رکھا۔"

ان آیات میں عالم کی نسبت تین اوصاف بیان کیے ہیں:

* کامل اور بے نقص
* موزوں اور مرتب
* ایسے اصول و ضوابط کا پابند ہے جس کو کوئی توڑ نہیں سکتا۔

آج تحقیقات کی انتہا ہو گئی اور کائنات کے سیکڑوں راز فاش ہو گئے بڑے بڑے فلاسفر اور حکما انتہائی غور کے بعد ثبوت باری تعالیٰ کے لیے یہی استدلال پیش کرتے ہیں۔ اب ان آیات کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں:

i. "کسی چیز کو حکمت و مہارت سے مضبوط بنانے کو عربی میں 'اتقن' کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو چیز بنائی اسے ایسا مضبوط اور مستحکم بنایا کہ وقت سے پہلے بوسیدگی یا ٹوٹ پھوٹ کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ آسمان ہزاروں صدیوں سے یوں ہی تنا ہوا ہے۔ اس کا کوئی گوشہ ڈھیلا نہیں ہوا۔ کوئی جگہ مرمت طلب نہیں۔ اس کی بنائی ہوئی کسی چیز کو دیکھو۔ پانی کی مقدار جو اس نے پہلے دن پیدا فرمائی ہے ساری دنیا اسے استعمال کر رہی ہے لیکن اس کی مقدار میں کمی نہیں ہوئی اور نہ ہی مزید پانی بنانے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے اور نہ ہوگی۔ ہوا کا جو ذخیرہ روزِ اوّل سے فراہم کیا گیا۔ ساری چیزیں اس میں سانس لے رہی ہیں لیکن اس میں کمی نہیں ہوئی اور نہ ہوگی۔ ہر چیز تمہیں بتا رہی ہے کہ وہ "صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَیْءٍ" کی قدرت کا شاہکار ہے۔"[27]

ii. "پھر دنیا بھر کے نقادوں اور انجینئروں اور علومِ لطیفہ کے ماہرین کو دعوت دی جا رہی ہے کہ جو کچھ ہم نے پیدا کیا ہے آسمان، زمین، پہاڑ، ہر قسم کی بے جان اور جان دار مخلوق، سب کو دیکھو، غور سے دیکھو، تنقیدی نگاہ سے دیکھو، ایک بار نہیں بار بار دیکھو اور بتاؤ تمہیں اس میں کوئی نقص، کوئی عیب، کوئی رخنہ، کوئی شگاف یا ترتیب و تناسق میں کوئی کوتاہی نظر آتی ہے؟ تم عمر بھر کسی نقص کی تلاش میں سرگرداں رہو، تمہاری نگاہیں تھک کر چور ہو جائیں گی لیکن انہیں کوئی عیب تلاش کرنے میں کامیابی نہیں ہوگی۔ جو ہم نے بنا دیا ہے جیسا بنا دیا ہے، اس سے بہتر کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ آسمان کی اتنی بلندی اور اتنا پھیلاؤ نہیں ہونا چاہیے تھا اور اس کی فضا میں جو اربوں تارے جگمگا رہے ہیں ان کی ترتیب درست نہیں ہے، یا جس طرح زمین کو بنایا گیا ہے، اس میں رد و بدل کی گنجائش ہے۔ ان بڑی بڑی چیزوں کو رہنے دو۔ ذرا اپنے انسانی پیکر میں غور کرو اور اس کے نقشہ میں کوئی ترمیم پیش کرو۔ چہرے پر

[24] -Al-Naml, 27:88.

[25] -Al-Mulk, 67:3.

[26] -Al-Furqān, 25:2.

[27] -Al-Azhari, *Ḍiyā' al-Qur'ān*,3, 469.

ناک، منہ، آنکھیں، ہونٹ، دانت، زبان اور جو کچھ بنایا ہے اس میں کوئی تبدیلی کر کے دکھاؤ۔ اگر کوئی ترمیم، کوئی تجویز، کوئی ردوبدل ممکن ہی نہیں۔ جو بنا دیا وہی حرفِ آخر ہے تو پھر تمہیں ضد نہیں کرنی چاہیے بلکہ سچے دل سے مان لینا چاہیے کہ بیدہ الملك وهو على كل شيءٍ قدير۔"[28]

iii. "اس کی حکمت اور علم کا یہ عالم ہے کہ اس جہان میں اَن گنت قسموں کی بے شمار چیزیں ہیں لیکن کیا مجال کہ کوئی چیز اپنے اندازے سے کم یا زیادہ ہو۔ چیونٹی سے لے کر ہاتھی تک، ریت کے ذروں سے لے کر پہاڑوں تک ہر چیز اس حقیقت کی شہادت دے رہی ہے کہ بنانے والے نے ہر چیز کو پورے اندازے سے بنایا ہے۔ انسان اپنے آپ میں ہی غور کرے۔ اگر آنکھیں آگے کے بجائے سر کے پیچھے ہوتیں، آنکھوں پر پپوٹوں کا غلاف نہ ہوتا یا اس پر پلکیں نہ ہوتیں تو کیا اس نازک ترین چیز کی حفاظت ممکن تھی! اگر دل جہاں ہے وہاں سے ایک انچ اوپر نیچے ہوتا یا بائیں طرف کی بجائے دائیں طرف ہوتا تو یہ "انا ولا غیری" کا دم بھرنے والا انسان لمحہ بھر بھی زندہ رہ سکتا! غرضیکہ سارا نظامِ عالم اس دانائی اور کمال مہارت سے ترتیب دیا گیا ہے، ہر چیز کی وضع و قطع اور محل و مکان ایسی عمدگی سے مقرر کیا گیا ہے کہ اگر اس میں بال برابر بھی ردوبدل کیا جائے تو ہر چیز پاش پاش ہو جائے۔ خود سوچو جس کی سلطانی کا یہ عالم ہے کہ ساری بلندیاں اور پستیاں اس کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں، جو ہر چیز کا خالق ہے، جس کے علم و حکمت کی گواہی ہر چیز دے رہی ہے۔ سوچو اور انصاف کرو کہ ایسے خداوندِ عالم عالمیاں کو بیٹے کی کوئی ضرورت ہے اور اس کا کوئی شریک ہو سکتا ہے۔ اے غافلو! تم کس چکر میں پھنسے ہوئے ہو۔ تم کیوں اس روشن حقیقت کو نہیں سمجھتے۔"[29]

خلاصہ بحث

وجود باری تعالیٰ کے مسئلے پر غور و فکر انسان کے فطری شعور کا حصہ ہے۔ قرآن کریم نے اس حقیقت کو واضح اور مؤثر انداز میں پیش کیا ہے، جہاں استدلال اور برہان کے ذریعے انسانی عقل اور ضمیر کو متوجہ کیا گیا ہے۔ قرآن کا اسلوب نہ صرف فلسفیانہ اور علمی دلائل پر مبنی ہے بلکہ انسانی فطرت اور کائنات کے مشاہدے سے بھی ہم آہنگ ہے۔ ہر ذرے اور ہر مظہر کائنات وجودِ الٰہی کی گواہی دیتا ہے۔ اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ قرآن کی دلائل کا مطالعہ نہ صرف ایمان کو مضبوط کرتا ہے بلکہ انسان کے دل و دماغ کو یقین اور روحانی روشنی بھی عطا کرتا ہے۔

تجاویز و سفارشات

* **تعلیمی نصاب میں شمولیت:** مدارس اور یونیورسٹیوں میں وجود باری تعالیٰ اور قرآن کی استدلالی تعلیمات کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔
* **تحقیقی مطالعہ کی حوصلہ افزائی:** نوجوان محققین کو اس موضوع پر تحقیقی مقالے اور مطالعے کرنے کی ترغیب دی جائے۔
* **عوامی لیکچرز اور سیمینارز:** مساجد اور تعلیمی اداروں میں عوامی سطح پر لیکچرز اور سیمینارز کا انعقاد کیا جائے۔
* **قرآنی دلائل کی تشریح:** ہر دور کے علمی اور فلسفیانہ مسائل کے پیش نظر قرآن کی استدلالی دلائل کی وضاحت اور تشریح کی جائے۔
* **بین المذاہب مکالمے میں شمولیت:** وجود باری تعالیٰ کے دلائل کو بین المذاہب مکالمے اور علمی بحث میں استعمال کیا جائے۔

---

[28] -Al-Azhari, *Ḍiyā' al-Qur'ān*, 5, 313.

[29] -Al-Azhari, *Ḍiyā' al-Qur'ān*,3, 350.

* **روحانی اور اخلاقی تربیت :** افراد کی تربیت میں قرآن کے استدلالی اسلوب کو شامل کر کے ان کے روحانی شعور اور اخلاقی ذمہ داری کو بڑھایا جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Sayyid ʿAlī Naqī, *Shahīd Insāniyyat* (Al-Hind: Sayyid al-ʻUlamā' Akādimī, 1988).
* al-Azhari, Pīr Muḥammad Karam Shāh, *Ḍiyā' al-Qur'ān* (Lahore: Ḍiyā' al-Qur'ān Publications, n.d.).
* Daryā Ābādī, ʿAbd al-Mājid, *Tafsīr Mājidī* (Lahore: Ṣadaq Jadīd Book Agency, 1976).
* al-Azhari, Pīr Muḥammad Karam Shāh, *Ḍiyā' al-Qur'ān* (Lahore: Ḍiyā' al-Qur'ān Publications, 1980).
* Rauf, Ahmed, *Tafsīr-e-Ra'ūfī* (Lahore: Al Haq Publishers, 1985).
* Ibn ʿAṭā' Allāh al-Iskandarī, *Al-Ḥikam*, al-Bāb al-Thalāthūn.
* Shaykh Saʿdī Shīrāzī, *Kulliyāt-i Saʿdī* (Tehran: Sāzmān Intishārāt Jāvidān, 1932).
* Al Qāsimī, Jamāl al Dīn, *Tafsīr al Qāsimī* (Beirut: Dār al Fikr or Dar al Kutub al ʿIlmiyyah, 1900).
* Amīn Aḥsan Iṣlāḥī, *Tadabbur-i Qurʾān* (Lahore: Idārah-yi Taḥqīqāt-i Islāmī, 2000).
* Tabṣīr al-Raḥmān, trans. ʿAllāmah Ḥabīb al-Bashar Khayrī (Lahore: Maktabah al-Raḥmān, 1985).